Bakhtnovel.online

بخت

قسط 4

مصنف مہر النساء شاہ میر :

آج ساری رات جاگنے کا ارادہ تھا وہاں تو کوئی مسلہ نہیں ہو گا ابھی تک سب شغل لگا رہے ہیں میں نے میسج کر کے پوچھ لیا ہے تم ویک تو نہیں فیل کر رہی ؟ نہیں میں ٹھیک ہوں اینرجی ڈرنک کام دکھا رہی ہے ویسے تم نے اسکو اپنا شوہر کیوں کہا ابھی تک دل جل رہا ہے میرا وہ اپنے چہرے کے زاویے بگاڑ کے بولا تھا وہ ہینڈ سم ہی اتنا تھا بالے سکراہٹ دبا کے بولی تھی

بدلے میں ہارون نے اسکو گھوری سے نوازا تھا بکومت

یار میں کیا بولتی مجھے پتا تھا وہ اسکو ایسے ایڈمٹ نہ کرتے کبھی بیچارہ بہت زخمی تھا رحم آگیا مجھے اتنے میں وہ مدحت کے گھر پہنچ چکے تھے

کل آنا مہندی پر اوکے ؟

تم نے آج بہت غلط کیا ہے میں اس بارے میں تم سے بات کروں گا کل معاف نہیں کیا میں نے اندر جاؤ اب صبح لینے آؤں گا میں ہائے اچھا صبح وقت پے آجانا ہسپتال چلیں گے میں اسکو دیکھنا چاہتی ہوں میں ٹانگیں توڑ دوں گا وہ غرایا تھا اچھا اچھا دیکھ لوں گی تمھیں صبح 10 بجے آجانا اور پھر بغیر اسکی کوئی بات سنے ہالے گیٹ کے اندر چلی گئی تھی وہ بھی ٹھنڈی سانس بھرتا گاڑی میں جا بیٹھا تھا اب یہ تو طے تھا کے صبح 10 بجے ہارون شاہد آیگا اور ہالے کو ہسپتال لے جایگا

فجر کی اذان بلند ہو چکی تھی اذان کی آواز سن کر وہ کلمہ پڑھتی اٹھ بیٹھی تھی پیروں میں سلیپر اڑس کر وہ وضو کرنے واش روم میں بند ہو چکی تھی تھوڑی دیر بعد جب وہ باہر نکلی تو اسکے چہرے سے پانی کے شفاف قطرے ٹپک رہے تھے اسنے جائے نماز بچھا کی اور سنت کی نیت باندھ لی تھوڑی دیر بعد جب اسنے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو اسکے چہرے پہ ایک الگ ہی مسکراہٹ تھی یا اللہ وہ شخص جو میرے دل کا چین ہے اسے جلد میرے سامنے لے آ میرے مالک اس شخص کے علاوہ یہ دنیا بے رنگ ہے آپکو پتا ہے جی چاہتا ہے وہ سامنے بیٹھے اور میں اسکو دیکھتی جاؤں یا اللہ وہ کیوں ہے اتنا پیارا اسکے الفاظ بے ربط تھے لیکن اگر کوئی اسکی مسکراہٹ دیکھ لیتا تو سمجھ جاتا کے یہ شخص مہر ماہ کے لئے ساری دنیا ہے وہ جائے نماز تہہ کر کے اٹھی بیڈ کی سائیڈ ٹیبل سے موبائل اٹھایا اور ہالے کو کال ملانے لگی تیسری بیل پے کال ریسیو ہو ہو چکی تھی

السلام علیکم ہالے کیسی ہو ؟ اسنے محبت سے پوچھا

مہر پلیز اس وقت سونے دیں کیا صبح صبح آپکو کوئی کام نہیں ؟ وہ جو ایک گھنٹہ پہلے سوئی تھی مہر کی کال سے بری طرح بیزار ہوئی تھی جبکہ مہر کے چہرے پے ہنوز نرم سی مسکراہٹ تھی

نماز پڑھلو میری بہن

اچھا نہ پڑھ لونگی ابھی میں کال کاٹ رہی ہوں

اور اسنے کال کاٹ بھی دی تھی

مہر نے مسکرا کے سر کو نفی میں ہلایا اور زیر لب کہا

یہ نہیں سدھریگی

اور پھر ناشتہ بنانے چل دی

دوسری طرف ہالے کی نیند خراب ہو چکی تھی وہ تب تک اذان کو نظر انداز کرتی تھی جب تک اماں یا مہر میں سے کوئی نماز پڑھنے کا کہہ نہ دے جیسے ہی کسی نے کہہ دیا لو جی ہالے کا سکون غارت ہو گیا اب جب تک وہ پڑھ نہ لیتی اسکو سکون نہ آتا اسلئے مندی مندی آنکھوں سے اٹھی اور باتھ روم کی طرف چل دی

باہر سے آتا میوزک کا شور بھی ذرا دیر کو رکا تھا

وضو کر کے اسنے نماز پڑھی اسکی نماز بہت لمبی ہوتی تھی وہ نماز نہیں پڑھتی تھی تو نہیں پڑھتی تھی لیکن جب پڑھنے کھڑی ہوتی تو بڑے ہی خشوع و خضو کے ساتھ پڑھتی تھی دعا مانگ کے جب وہ اٹھی تو اسے بے اختیار رات والا واقعہ یاد آیا جھر جھری لے کے اپنے سر کو جھٹکا اور فریش ہونے چل دی کیوں کے نیند تو اب آنی نہیں تھی ماما ناشتہ تیار ہے مہر ماہ نے کچن میں آتی حسینہ بیگم کو اطلاع دی تھی

ہالے کا فون آیا تھا کیا ؟ انہوں نے پوچھا

جی ماما اس سے بات ہو گئی ہے اچھا کب تک آرہی ہے وہ ؟؟

شام تک آجایگی

کیوں شام تک کیوں ابھی کیوں نہیں آرہی رات تو رک لی نہ وہاں اب اور کیا چاہیے

ماما چلیں ناشتہ کرتے ہیں پھر بات کرینگے

وہ انکو بھلاتے ہوئے بولی تھی اور پھر واقعی انکا دیہان اس بات سے ہٹا گئی تھی

یوسف سلطان اپنے علاقے کے زیندار تھے ان کی شادی انکی کزن رفعت آرا سے ہوئی تھی جس سے ان کی تین اولادیں تھیں سب سے بڑے معراج سلطان دوسرے شمس سلطان اور سب سے چھوٹی بیٹی نگین سلطان تھی جس کی پیدائش کے وقت انکی بیوی کی وفات ہو گئی ان کی وفات کے بعد انہوں نے دوسری شادی نہیں کی جبکہ ان کے بچے بھی کافی چھوٹے تھے انکی ساری اولادوں میں دو دو سال کی عمر کا فرق تھا یوسف

سلطان نے انکی پرورش بہت مشکل مگر بہت اچھے طریقے سے کی تھی انکی پڑھائی اور تربیت سے لے کر انکی شادیوں تک انہوں نے کبھی بھی اپنی مرضی مسلط نہیں کی تھی سوائے نگین کی شادی کے معاملے میں معراج سلطان نے اپنی پسند کی شادی کی حسینہ واجد ان سے پسند کی تھی تھیں شمس سلطان کی پسند فردا بیگ تھیں جو کہ نگین کی بیسٹ فرینڈ تھی لیکن شادی سے پہلے تک جیسے ہی ان کی شادی شمس سے ہوئی نگین نے ان کو بھابی تو کیا دوست ماننے سے بھی انکار کر دیا تھا یوسف سلطان نے اپنے دونوں بیٹوں کی شادی انہوں نے ساتھ ہی کی تھی حسینہ بہت اچھی بیوی اور بہو ثابت ہوئی تھیں وہ بہت صابر اور شاکر تھیں اللہ نے انکو شادی کے 10 سال بعد اولاد جیسی نعمت سے نوازا تو جہاں سلطان منزل میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی تھی وہیں فروا بیگم طیش میں آچکی تھیں حالانکہ اللہ نے انکو شادی کے پہلے ہی سال سفیر سلطان سے نوازا تھا حسینہ جتنی نرم مزاج تھیں فروا اتنی ہی اکھڑ بد تمیز اور کائیاں تھیں

معراج سلطان کی بڑی بیٹی ہالے سلطان جسکی عمر 21 سال تھی انگلش میں ماسٹرز کر رہی تھی اور بیٹا حسن سلطان جسکی عمر 16 سال تھی جو کے میٹرک کر رہا تھا شمس کا بیٹا سفیر سلطان جس کی عمر 30 سال تھی BBA کر کے دادا کے کاروبار کو آگے بڑھا رہا تھا یوسف سلطان کی جان بستی تھی اپنے پوتے سفیر اور پوتی ہالے سلطان میں وہ کہتے تھے کے سفیر انکی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے تو ہالے انکے دل کا چین ہے وہ جب جب سفیر اور ہالے کو دیکھتے انکا سیروں خون بڑھ جاتا حسن جب بھی یہ محبت کے مظاہرے دیکھتا منہ بنا کے کہتا ہاں " ایک میں ہی سوتیلا ہوں اس گھر میں " اور یوسف صاحب مسکرا دیتے تھے

یوسف صاحب کی سب سے چھوٹی اور محبوب اولاد نگین سلطان نے محبت کی شادی کی تھی یوسف سلطان نے بہت مخالفت کی غصہ امنت سماجت کیا تھا جو انہوں نے نہیں کر کے دیکھا تھا لیکن وہ ڈٹی رہی اور آخر کار یوسف سلطان انکی ضد کے آگے ہار گے اور انکی شادی وہاج خان سے ہو گئی نگین سلطان نے وہاج کے ساتھ صرف چند مہینے ہی سکون کے گزارے تھے اور پھر لڑائی جھگڑا یہاں تک کے وہ نازو پہلی لڑکی کو جانوروں کی طرح مارنے سے بھی گریز نہیں کرتے تھے اور پھر آخر کار ڈیڑھ سال بعد نگین سلطان طلاق کا کاغذ لئے ایک بیٹی مہر ماہ وہاج کے ساتھ ایک بار پھر سلطان منزل آگئی تھیں دراصل وہاج شراب اور جوا کے عادی تھے نگین سلطان کی صورت انکو ایک بلینک چیک مل گیا تھا شادی کے کچھ ماہ تک نگین انکو روپے دیتی رہی تھیں لیکن جوں ہی انکی جمع پونجی ختم ہوئی لڑائی جھگڑے شروع ہو گے تھے جس محبت کے لئے وہ اپنے بھائی باپ اور گھر چھوڑ کے آئی تھیں وہ تو شاید کہیں دور جا کر سو گئی تھی کبھی کبھی وہ سوچتی تھیں کیا محبت اتنی جلدی ختم ہو جایا کرتی ہے ؟ کیا وہاج کے لئے وہ بس پیسے دینے والی مشین تھیں ؟ کیا انہوں نے بابا کو ناراض کر کے غلط کیا ؟ کیا یہ سب ایک سزا ہے ؟ اور اگر سزا ہے تو کب ختم ہو گی ؟ کیا پسند کی شادی اتنا بڑا جرم ہے ؟ اب انکے پاس سوچنے کو ان گنت مسائل تھے سارا دن وہ یا تو پچھتاتی رہتیں یا پھر سوچتی رہتیں اور اگر اس دوران ایک بار بھی وہاج گھر آجاتے تو انکے معمول میں مار کھانا بھی شامل ہو جاتا اب کوئی اگر انسے پوچھتا پچھتاوا کسکو کہتے ہیں تو وہ ایک لمحہ کی تاخیر کے بغیر کہتیں " وہاج سے شادی کرنا " اک دن جب پیسے نہ دینے پہ وہاج نے انکو ہنٹر سے مارا تھا تب انکے برداشت کی حد ختم ہو چکی تھی انہوں نے اپنے چند کپڑے بیگ میں ٹھونے اور گھر چھوڑنے کے ارادے سے باہر نکلی تھیں

تبھی اچانک انہیں ایک زور دار چکر آیا تھا اور اس سے پہلے کے وہ گرتیں کسی کے مضبوط بازووں نے انکو سمبھال لیا تھا جب انکو ہوش آیا تو خود کو ہسپتال کے بیڈ پہ پایا پاس ہی یوسف سلطان بیٹھے فکر مندی سے اپنی اولاد کو دیکھ رہے تھے اس اولاد سے انہوں نے سب سے زیادہ محبت کی تھی اسکو دیکھ دیکھ کے وہ جیتے تھے خاندان میں کوئی ایسا گھر نہیں تھا جہاں سے نگین سلطان کا رشتہ نہ آیا انکی خوب صورتی کے خاندان میں چرچے تھے لیکن انہوں نے کیا کیا اپنے ساتھ ؟ اپنے بابا کے ساتھ وہ انکے چہرے کے زخموں کو اپنی انگلیوں کے پوروں سے چھو رہے تھے انکا ہونٹ سو جا ہوا تھا اور ماتھے پے نیل تھے جہاں جہاں سے بازو نظر آرہے تھے وہاں کا حال بھی کچھ مختلف نہ تھا دونوں باپ بیٹی خاموشی سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے آخر کار یوسف سلطان کی نم آواز نے اس خاموشی کو توڑا تھا

کب سے برداشت کر رہی ہو یہ سب ؟ انہوں نے ضبط سے پوچھا تھا

چار ماہ سے نگین نے سپاٹ سے لہجے ں میں جواب دیا تھا

کیوں ؟ دوبارہ سوال ہوا تھا

پیسے مانگتا ہے کہتا ہے باپ سے لے کے آؤ وہ اب بھی جذبات سے عاری لہجے میں بولی تھی

تو تم کیوں نہیں آئی مرے پاس ؟

میں نگین سلطان ہوں بابا میری انا اتنی اونچی ضرور ہے کے میں بھوکی مرنا پسند کروں گی میں دن رات کی مار برداشت کر لونگی لیکن مانگ کے نہیں کھاوں گی

وہ بے بسی سے بس اسکو دیکھ کے رہ گیے تھے

اب آپ لوگوں کا اتنا تو حق بنتا ہی ہے کہ انگھوٹا ہی چھاپ دے 🤗

مجھ سے بات کر لیتی مجھے بتا دیتی کیا مجھ پہ بھروسہ نہیں تھا ؟

بابا آپ جانتے ہیں میں اپنی غلطی مان لیتی ہوں بچپن سے اور خود کو اسکی سزا بھی خود ہی دیتی ہوں ابھی میری سزا کا وقت ہے جب یہ سزا ختم ہوگی تب پوری دنیا دیکھے گی میں انگلی) سے اپنے سینے پہ دستک (دی نگین سلطان اسکا

کرتی کیا ہوں فلحال مجھے سزا کا ٹنے دیں بابا۔۔۔۔۔

اور اس معصوم وجود کا کیا قصور ہے اسکے لئے کونسی سزا منتخب کی ہے تم نے؟

اسی وقت حسینہ ہسپتال کے روم میں داخل ہوئی تھیں

نگین نے نا سمجھی سے باپ کو دیکھا اور یوسف سلطان کے صبر کی حد ختم ہو چکی تھی وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتے وہاں سے نکل گئے تھے

بھابھی یہ بابا کیا کہ رہے تھے

حسینہ بیگم نے افسوس سے اپنی نند کی یہ حالت دیکھی تھی کیا تھی وہ اور کیا ہو گئی تھی

تم ماں بننے والی ہو

حسینہ نے انکے سر پہ بم پھوڑا تھا

وہ حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات سے اپنی بھابی کو دیکھنے لگی تھی

بھائی یہ کیا یہ سچ ہے جو آپ نے ابھی کہا کیا یہ ؟ یا اللہ میں کیسے بے خبر رہی؟ بھابی میرا بچا ٹھیک تو ہے نا ؟ مطلب آج جو کچھ ہوا اسکے بعد ؟ وہ) خود کو پڑنے والی مار کو " جو کچھ (" کا نام دے رہی تھیں بھائی کچھ بولیں نا ؟ وہ انکے منہ سے کچھ سننے کو بیتاب تھیں

ہاں یہ سچ ہے لیکن تم اتنی خوش کیوں ہو رہی ہو اسنے جو کچھ تمہارے ساتھ کیا ہے اسکے باوجود تم اسکا بچہ پیدا کروگی؟ آج اگر بابا تمھیں یہاں نہ لے کر آتے تو یہ بچہ ہوتا ہی نہیں اور تم نے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بھائی بس چپ ہو جائیں بہت سن لیا میں نے وہ بولی نہیں تھی غرآئی تھیں اپکی ہمت کیسے ہوئے یہ سب کہنے کی؟ آپ میرے بچے کو مارنا چاہتی ہیں آپ ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہیں؟ یہ خون ہے میرا اور اگر کسی نے بھی اسکو نقصان پہنچانے کی کوشش بھی کی تو میں بھول جاوں گی میرا اس سے رشتہ کیا ہے

اور یہاں انکی آواز کانپی تھی غصے سے بے بسی سے

حسینہ بیگم کو خود بھی احساس ہو گیا تھا کے وہ کیا کہہ بیٹھی ہیں

sorry مجھے یہ نہیں کہنا چاہیے تھا

حسینہ بیگم نے شرمندگی سے کہا تھا اور کمرے سے باہر چلی گئیں

اسکے بعد بابا کی لاکھ منع کرنے بھائیوں کے لاکھ دلاسوں کے باوجود وہ ایک پل کو وہاں نہیں رکی تھیں

Generated via: **Bakhtnovel.online**